حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

ماحولیاتی تنقید اور احمد ندیم قاسمی کی افسانہ نگاری

ڈاکٹر نورین کھوکھر

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو، ایف سی کالج یونی ورسٹی لاہور

ڈاکٹر طاہر شہیر

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، ایف سی کالج یونی ورسٹی لاہور

ڈاکٹر عتیق انور

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، ایف سی کالج یونی ورسٹی لاہور

Abstract

The environment can be interpreted as the ecology or circumstances in which humans, animals, or plants live, implying that the environment plays a vital role in human life. Ecocriticism, therefore, sheds light on the relationships between literature and the physical environment. Ecocriticism explores the connection between literature and the natural world, examining how environmental issues like air, water, social, global, historical, geological, population, and organic ecology are represented in literature and poetry.

Ahmed Nadeem Qasmi is renowned for his exceptional work in poetry, short stories, columns, translations, criticism, and drama. In short stories, Ahmed Nadeem Qasmi's creative expression illuminates the possibilities of psychological, social, biological, and environmental awareness. Ahmed Nadeem Qasmi's short stories vividly reflect rural themes, particularly the rustic life of Punjab. His short stories focus on psychological, social, and environmental themes, vividly portraying rural Punjab's life and culture.

کلیدی الفاظ: ماحولیات، حیاتیاتی جغرافیہ، سبز انتقادیات، عناصر حیات، ایکولوجی، جینیات،، احمد شاہ، خوشاب، استحصال۔ معاشرت، عالمگیریت

ماحول سے مراد ان تمام حالات اور اثرات کا مجموعہ ہے جو زمین پر موجود تمام جانداروں کی نشو و نما اور زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ ماحولیات کے تصور سے مراد جسمانی اور حیاتیاتی دنیا کے تمام عناصر اور ان کے تعاملات ہیں۔ انسانی زندگی ماحول پر منحصر ہے، مختلف ڈکشنریوں میں Ecology اور environment کے معنی ماحول اور ماحولیات کے ملتے ہیں تاہم سائینسی اصطلاح کے حوالے سے ان دونوں الفاظ میں کچھ فرق ہے۔

مریم ویبسٹر میں environment کی تعریف یوں ہے کہ

"سماجی اور ثقافتی حالات کا مجموعہ جو کسی فرد یا برادری کی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے"(1)

اس تعریف کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو اینوائرمنٹ میں زندگی کا وجود بنیادی شرط کے طور پر محسوس نہیں ہوتا جبکہ ایکولوجی میں زندگی شرط ہے۔

"ایکولوجی، پودوں، جانوروں، لوگوں اور ان کے ماحول کے درمیان تعلقات اور ان تعلقات کے درمیان توازن کا مطالعہ ہے۔"(2)

اگرچہ دونوں الفاظ ماحول اور ماحولیات کی عکاسی کرتے ہیں تاہم "ایکولوجی ماحولیات انسانوں سمیت جانداروں اور ان کے جسمانی ماحول کے درمیان تعلقات کی قدرتی سائنس ہے۔ ماحولیات انفرادی، آبادی، برادری، ماحولیاتی نظام اور کرۂ حیات کی سطح پر موجود حیاتیات پر غور کرتا ہے۔ ماحولیات حیاتیاتی جغرافیہ، ارتقائی حیاتیات، جینیات، اخلاقیات اور قدرتی تاریخ کے قریب سے متعلق علوم کے ساتھ تعلق جوڑتی ہوتا ہے"(3)

ماحول کو ماحولیات یا حالات سے تعبیر کیا جا سکتا ہے جس میں انسان جانور یا پودا رہتا ہے گویا ماحول انسانی زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ چنانچہ ماحولیاتی تنقید ادب اور جسمانی ماحول کے مابین تعلقات پر روشنی ڈالتی ہے، جدید اور مابعد جدید ادب میں ماحولیاتی تنقید کے اشارات ملتے ہیں۔ ماحولیاتی تنقید ان امکانات کی پر گفتگو کرتی ہے جو قدرتی ماحول کی بقا اور تحفظ کے ضامن ہیں۔ ماحولیاتی تنقید ہمیں بتاتی ہے کہ فضائی ماحولیات، آبی ماحولیات، سماجی ماحولیات، عالمی ماحولیات، تاریخی ماحولیات، ارضی ماحولیات، آبادی ماحولیات، اور نامیاتی ماحولیات جیسے معاملات اور مسائل کو کس حد تک ادب یا شاعری کا موضوع بنایا گیا ہے یا بنایا جا سکتا ہے۔ ماحولیاتی تنقید، سائنس، انسانی ثقافت اور تباہ کن دنیا کے درمیان تعلقات کا مطالعہ کرتی ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

"دراصل مغرب میں تنقیدی اور تخلیقی ادب دونوں جگہ ماحولیات وقت کی اہم ضرورت کی شکل میں اور ہندوستان میں تخلیقی ادب کی سطح پر اس لئے سامنے آرہی ہیں کیونکہ حد درجہ مصنوعی اور آسائشوں کی تلاش والی معاصر زندگی اور کرہءارض پر پھیلے قدرت کے مناظر مثال ،سمندر ،پودے، پیڑ، کیڑے مکوڑوں اور جانوروں پر خطرات کے بادل اس لئے منڈال رہے ہیں کہ خود دھرتی کے ہی ختم ہو جانے کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔"(4)

1990 کے بعد پاکستان میں ماحولیاتی حوالے سے کچھ نجی اور سرکاری ماحولیاتی ادارے وجود میں آئے اور چند ایک کانفرنسز کے انعقاد کا کام اگرچہ دیر سے شروع ہوا ہے تاہم 2017ءمیں پاکستان میں "ادب اور ماحولیات" کے موضوع پر پہلی بین االقوامی کانفرنس کا انعقاد شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی سندھ میں ہوا۔ یوں پاکستان میں کسی حد تک ماحولیاتی مباحث کا آغاز ہو گیا۔

"ادب میں ماحولیاتی تنقید کا نظریہ بہت اہمیت کا حامل ہے اور اس کا کینوس بہت وسیع ہے۔ماحولیاتی تنقید کو "سبز انتقادیات "کانام بھی دیا جاتا ہے۔جو فرد، فکر اور ماحولیاتی نظام سے جڑا ہواایک نظریہ زندگی ہے۔اور اسی نظریہ حیات کے ادبی یا شعری مطالعہ پر نظر کی جائے جو ایک ادیب یا شاعر کے تخلیقی کام پر اثر انداز ہوتا ہے"(5)

ہمارے ارد گرد پھیلے ہوئے عناصر حیات سے ہماری زندگیاں جڑی ہوئی ہیں۔یہ چرند پرند نباتات، زراعت، آب و ہوا، زمین اور اس پر موجود درختوں کا لامتناہی سلسلہ ہے جو ہماری زندگی کو توازن عطا کرتا ہے۔

"ماحولیاتی تنقید انسانی تجربات میں سے ہی اک نیا تصور ہمارے سامنے لے کر آتی ہے کہ انسان کا تجربہ اس کی ثقافت میں جڑیں رکھتا ہے اور یہ انسانی ثقافت سماجی دنیا کے ساتھ طبعی دنیا سے منسلک ہے اور اسی وجہ وہ طبعی دنیا سے متاثر ہوتی ہے اور اسے متاثر بھی کرتی ہے"(6)

ماحولیاتی تنقید ایک زمین اساس نظریہ ہے جس میں ادب اور فطرت کے باہمی تعلقات اور وابستگی پر بحث کی جاتی ہے ادب میں فطرت پر اظہارات کی کیفیت اور نوعیت کو تنقیدی عمل سے گزارا جاتا ہے یوں اس عمل سے باقاعدہ طور پر ماحولیاتی معاملات کو تنقیدی حوالے سے پڑھا جاتا ہے۔شیرل گلاٹفیلٹی کے مطابق:

"عام لفظوں میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ ماحول اور ادب کے رشتے کا مطالعہ ہے جیسے تانیثی تنقید زبان اور ادب کی جانچ پرکھ صنفی افتراقات کی بنیاد پر کرتی ہے اور مارکسی تنقید پیداوار کے ذرائع اور اقتصادی طبقات کی تلاش متن میں کرتی ہے، اسی طرح ماحولیاتی تنقید ادب میں "ارض مرکزی کے طریق مطالعہ پر زور دیتی ہے"۔(7)

اللہ تبارک وتعالی نے زمین کو انتہائی خوبصورت بنایا ہے، یہ دنیا جنگلات، دریا، سمندر صحرا پہاڑ اور قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔انسان نے ایک ہی وقت میں اس میں خوبصورت اضافے کئے اور قدرتی وسائل سے بے شمار فوائد حاصل بھی کیے اور دوسری طرف قدرت کی عطا کردہ وسائل کو تباہ و برباد بھی کیا ہے۔انسان نے ترقی کے نام پر قدرت کے اس ماحول کو آلودہ بھی کر دیا ہے۔سائنس کے تجربات اور ایجادات کی فطرت سے اس جنگ نے ماحولیات کو شدید نقصان پہنچایا اور آج انسان شکست سے دوچار کیا اور آج انسان خود موسمیاتی تبدیلیوں کی زد میں آچکا ہے۔انسان نے اپنے ساتھ حیوانات اور نباتات کی زندگیاں بھی اجیرن کر دیں ہیں چونکہ اس سب کا ذمہ دار خود انسان ہے۔چنانچہ یہ ماحول ادب کو دعوت فکر دیتا ہے۔اردو ادب میں فطرت سے محبت اور انسان کے ساتھ فطرت کے تعلق کو جگہ مل رہی ہے۔ماحول کی ان تبدیلیوں نے بالواسطہ یا بلاواسطہ تخلیق کار کو متاثر کیا ہے۔اردو ادب میں ماحولیاتی معاملات کے اثرات احمد ندیم قاسمی کے افسانہ نگاری میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

احمد ندیم قاسمی کا اصل نام (احمد شاہ) تھا۔ آپ 20 نومبر 1916 میں انگہ تحصیل خوشاب ضلع شاہ پور میں پیدا ہوئے۔ میٹرک امتحان سے پہلے شیخوپورہ منتقل ہوئے اور و 1931 میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ صادق ایجرٹن کالج بہاول پور سے 1935 میں بی اے کیا۔ 2006 میں وفات پائی۔ احمد ندیم قاسمی کے افسانوں کے پندرہ مجموعوں میں 169 افسانے ہیں۔ "چوپال"۔میں چودہ افسانے ہیں یہ دارالاشاعت پنجاب لاہور سے 1939 میں شائع ہوا۔

"بگولے" میں بیس افسانے شامل ہیں۔جو مکتبہ اردو، لاہور سے 1941 میں شائع ہوا۔

- "طلوع وغروب" میں آٹھ افسانے ہیں جو 1941 میں مکتبہ اردو لاہور سے شائع ہوا۔ "گرداب" میں پندرہ افسانے ہیں اور یہ ادارہ اشاعت اردو دکن، حیدر آباد دکن سے 1943 میں شائع ہوا۔

- "سیلاب" میں بارہ افسانے ہیں جو ادارہ اشاعت اردو دکن، حیدر آباد دکن، دسمبر 1943 میں شائع ہوا۔ "سیلاب و گرداب" یہ مجموعہ 1961 میں مکتبہ کارواں، لاہور سے شائع ہوا ہے۔
- "آنچل" میں گیارہ افسانے ادارہ فروغ اردو، لاہور بہ اشتراک نیشنل لٹریچر کمپنی لاہور، 1944۔
- "آبلے" میں تین افسانے شامل ہیں جو ادارہ فروغ اردو لاہور سے 1946 میں شائع ہوئے اس کے دوسرے ایڈیشن 1949 میں۔
- "آس پاس" میں شامل آٹھ افسانے مکتبہ فسانہ خواں لاہور سے پہلی بار 1948 میں شائع ہوئے۔
- "در و دیوار" میں شامل آٹھ افسانے مکتبہ اردو لاہور سے 1948 میں شائع ہوئے۔
- "سناٹا" میں شامل دس افسانے نیا ادارہ لاہور سے 1952 میں شائع ہوئے۔
- "بازار حیات" میں تیرہ افسانے شامل ہیں۔ جو ادارہ فروغ اردو ار دو لاہور سے 1959 میں شائع ہوئے۔
- "برگ حنا" میں دس افسانے شامل ہیں جو ناشرین لاہور سے 1959 میں شائع ہوئے۔
- "گھر گھر تک" میں سترہ افسانے شامل ہیں جو راول کتاب گھر راولپنڈی سے ستمبر 1963 میں شائع ہوئے۔
- "نیلا پتھر" میں نو افسانے غالب پبلشرز لاہور سے 1980 میں شائع ہوا۔

احمد ندیم قاسمی شاعری، افسانہ، کالم نویسی، تراجم، تنقید اور ڈرامے میں منفرد شہرت کے حامل ہیں۔ ہر ادبی تخلیقی شخصیت مختلف اصناف کی تخلیق میں اظہار کے کچھ بنیادی موضوعات کو اہمیت دیتی ہے۔ افسانے میں احمد ندیم قاسمی کا تخلیقی اظہار نفسیاتی سماجی حیاتیاتی اور ماحولیاتی احساس کے امکانات کو روشن کرتا ہے۔ احمد ندیم قاسمی کے افسانوں میں دیہات کے موضوعات اور خاص طور پر پنجاب کی دیہاتی زندگی کا بھرپور عکس نظر آتا ہے۔ دیہی پس منظر میں لکھے گئے احمد ندیم قاسمی کے افسانوں میں ہمارے دیہاتی زندگی، وہاں کی طرز معاشرت، رہن سہن، طبقاتی نظام، معصومیت اور الھڑپن کے دلکش جیتے جاگتے مناظر ملتے ہیں۔

> "رات کے اندھیرے میں صبح ہولے ہولے گھل رہی تھی۔ چڑیاں ایک دوسرے کو رات کے خواب سنانے لگی تھیں۔ بعض پرندے پر ہلائے بغیر فضا میں یوں تیر رہے تھے جیسے مصنوعی ہیں اور کوک ختم ہو گئی تو گر پڑیں گی۔ ہوا بہت نرم تھی اور اس میں ہلکی سی خنکی تھی"(8) احمد ندیم قاسمی کی گاوں سے محبت کے نفسیاتی پہلو کے پیچھے ان کے بچپن اور لڑکپن کے وہ ماہ و سال ہیں جو ان کے گاوں انگہ میں گزرے۔ غالباً اس زمانے نے ہی احمد ندیم قاسمی کے شعور اور لاشعور کو تخلیقی خد و خال بخشے۔ احمد ندیم قاسمی کے بچپن کی مہک ان کے ساتھ سفر کرتی رہی۔ حقیقی جذبات، سادگی، بے ساختہ پن اور فطری ماحول ان کو افسانوں میں عیاں ہے۔
>
> "چلتے ہوئے کنویں کی روں روں میں صرف رہٹ ہی کا تو نغمہ نہیں ہوتا، اس میں جتے ہوئے بیل کی درماندگی اور گادی پر بیٹھے ہوئے کسان کے خوابوں کی الاپ بھی تو شامل ہوتی ہے"(9)

احمد ندیم قاسمی کے افسانوں میں انسان کی زمین اور ماحول زمین اور انسان سے بے پایاں محبت اور بھی کھل کر سامنے آتی ہے۔ ان کا تخیل کی پنجاب کے دیہات کے ماحول اور فضائوں میں چپے چپے سے شناسائی ہے اور انہوں نے لہلہاتے کھیتوں، گنگناتے دریاؤں اور دھوپ میں جھلتی ہوئی ریت کو نئی معنویت عطا کی ہے۔ پنجاب کی رومانی فضا، ماحولیاتی حسن، معصومیت و زندہ دلی، جرات و جفاکشی اور خدمت و ایثار کو لفظی تجسم عطا کی ہے۔ ان کے ہاں غم و غصے، تعصب و نفرت اور تنگ نظر و تشدد کا دور دور تک شائبہ نہیں۔ ہر کہیں مہر و محبت، خلوص و وفا اور صدق و صفا اور ماحول سے ابھرتا اور چمکتا ہوا احساس ان کے افسانوں کو لازوال بنا دیتا ہے

> "انبالے سے لاہور آتے ہوئے پناہ گزینوں کے قافلے ہی میں بھائی جان کو عشق ہو گیا۔ ایک عورت نے ان سے ایک وقت کے کھانے کی بھیک دینے کا بیڑا اٹھالیا اور یہ سب کچھ آنا "فانا" میں ہو گیا۔"(10)

یہ حقیقت ہے کہ زندگی کا ہر جذبہ اور احساس ایک زنجیر کی کڑیوں کی طرح ایک دوسرے سے جڑا ہوتا ہے۔ فطرت کا ظہور اپنی ذات میں اکیلا نہیں ہوتا۔ پھول کی خوشبو میں مٹی کی مہک، روشنی، دھنک، ہوا کا سفر اور شامہ شامل ہوتی ہے۔ اسی طرح محبت میں وفا خوبصورتی عہد و پیمان بھی ہوتے ہیں۔

احمد ندیم قاسمی جیسے تخلیق کار نے ان نازک جزئیات کو محسوس بھی کیا ہے اور ان کے فنکارانہ اظہار کی مہارت کا مظاہرہ بھی کیا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

"ہوا کا بہت تیز جھونکا بھی بڑ کی ٹہنیوں اور پتوں میں سے گزر کر جب اس کھڑکی تک آتا تھا تو ایک سرگوشی سی بن جاتا تھا یا صرف اتنا ہوتا تھا کہ دوسری منزل کی چھت تک پہنچی ہوئی بیل کے دل نما پتے رخ بدل کر اس کمرے میں شریر بچوں کی طرح جھانکتے تھے اور ہٹ جاتے تھے"(11)

جس زندگی سے احمد ندیم قاسمی کی واقفیت تھی اسے درست اور براہ راست اپنے تخیل میں خام مواد کے طور پر استعمال کر کے انہوں نے افسانے کی سماجی ماحولیات تصویر کشی کی۔یوں محسوس ہوتا ہے کہ ندیم نے متوسط یا دیہات کی زندگی کا انتخاب بہت سوچ سمجھ کر کیا کیونکہ متوسط یا زیادہ تر نچلے طبقوں کی زندگی کی جڑیں اپنی زمین میں مضبوطی سے پیوست ہوتی ہیں۔

"ساری رات اسے خربوزے بھرے خواب نظر آتے رہے اور جب صبح کو اٹھا تو آنکھیں ملتا اپنی ماں کے پاس جا بیٹھا اور اس کے اٹھے ہوئے گھٹنے پر اپنی ننھی سی ٹھوڑی رکھ کر مسکین آواز میں بولا۔

"ماں!"

اور وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر بولی۔"کیا؟___"

"خربوزہ!"اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

اور اس کی حقیقی ماں کی آنکھیں سوتیلی ماوں کی آنکھوں کی چمک اٹھیں۔اس نے ہونٹ کاٹ کر ننھے کے گال پر الٹے ہاتھ سے اس زور سے طمانچہ مارا کہ وہ لڑھک کر چولہے کے پاس جا گرا۔"(12)

احمد ندیم قاسمی کے افسانوں کے بنیادی موضوعات وہ معاشرتی قدغنیں اور معاشی ناہمواریاں ہیں جو ہماری زندگی میں قدم قدم پر موجود ہیں اور بھیس بدل بدل کر ہمارا استحصال کرتی ہیں انہی کی وجہ سے ظلم واستحصال کی بے شمار وارداتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ذات پات سیاست اور مذہب کے ٹھیکیدار اپنے مفادات کی بقا کے لیے ایک دوسرے سے مل کر ایسے حادثات کو ہوا دیتے رہتے ہیں۔

"اور پھر کچھ دیر کے بعد گاوں سے سرگوشیوں کی بھنبھناہٹ کے سوا کوئی آواز نہیں آ رہی تھی،چند سفید ریش سکھ مسجد کی محراب کے پاس کھڑے مسلمان بزرگوں سے باتیں کر رہے تھے اور جعفر جسے کرسی نشین ایسے پکے مسلمان نے ماں بہن کی گالیاں دی تھیں اور اس سے ہل چھین لینے کی دھمکی دی تھی"(13)

احمد ندیم قاسمی نے افسانوں میں مقامی جنگوں کے علاوہ عالمی جنگوں کو بھی موضوع بنایا ہے۔جن کی تباہ کاریوں کا نشانہ بننے والے ضرورت اور پیٹ کی بھوک کے آگے بے بس لوگ ہوتے ہیں۔جو بدن کے لباس اور گھر والوں کے لئے مادی ضروریات کی خاطر مجبور ہو کر حکومتوں کے مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔اور غیروں کی جنگ کا ایندھن بنتے ہیں۔ندیم کے ایسے افسانوں میں خصوصیت کے ساتھ "ہیروشیما سے پہلے۔ہیروشیما کے بعد"کا نام لیا جا سکتا ہے جو اردو کے بہترین اور بڑے افسانوں میں سے ایک ہے جو ہمیں آگاہ کرتا ہے کہ جنگیں اپنے اختتام کے باوجود بھی ایسے کئی سماجی مسائل پیدا کر جاتی ہیں جن میں انسانوں کی عزت وعصمت محفوظ رہتی ہے صرف ماحول کی تباہ کاریاں فطرت کا بگاڑ بن جاتی ہیں۔

"شمشیر نے بازو اپنی آنکھوں کو چھپا کر کہا۔"دلیر مصر میں ہے اور مصر پر اٹلی نے حملہ کر دیا ہے۔اب وہاں جہاز بم برسا رہے ہونگے،توپیں چل رہی ہونگی،بندوقوں کی تڑ تڑ اور گرد و غبار اور دھواں اور دھائیں دھائیں___ میرا نازوں سے پالا دلیر،میری حرص کا شکار۔دلیر میرے دلیر میرے_____"وہ پھر رونے لگا-"14"۔

تقسیم ہند کا موضوع بھی ایک اہم موضوع ہے۔احمد ندیم قاسمی کے افسانوں میں ان فسادات کے ہنگامے بھی ملتے ہیں۔جو تقسیم ہند کے موقعے پر رونما ہوئے اور جن کا پس منظر ظلم،جبر،درندگی اور بربریت کی ایسی ایسی داستانوں سے لبریز ہے جن سے تذلیل انسانیت انسانی فطرت وذہنیت کی انتہائی پستی اور سماجی ماحولیات کی شکست وریخت کے نئے پہلو سامنے آئے۔تقسیم اور فسادات کے موضوع کو کم وبیش ہر افسانہ نگار نے مثبت یا منفی حوالوں سے برتا ہے۔احمد ندیم قاسمی نے ان واقعات کو لے کر جو افسانے لکھے وہ اس حوالے سے بڑے اہم ہیں کہ ان میں جانبداری نہیں جھلکتی۔

"پرمیشر نے اختر کو یوں جھپٹ کر اٹھا لیا کہ اس کی پگڑی کھل گئی اور کیسوں کی لٹیں لٹکنے لگیں۔اس نے اختر کو پاگلوں کی طرح چوما۔اسے اپنے سینے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

سے بھینچا اور پھر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اور مسکرا مسکرا کر کچھ ایسی باتیں سوچنے لگا جنھوں نے اس کے چہرے کو چکا دیا پھر اس نے پلٹ کر دوسرے سکھوں کی طرف دیکھا۔"(15)

احمد ندیم قاسمی کو اس حقیقت کا مکمل ادراک ہے کہ اچھے برے لوگ معاشرے کے تمام طبقوں میں موجود ہوتے ہیں اور بحثیت قوم سب لوگ ظالم یا مظلوم نہیں ہوتے یہ وہ انفرادی رویے ہوتے ہیں جن کے پس منظر میں انسان کی محرومیاں، ناکامیاں یا نفسیات کی کار فرمائی ہوتی ہے۔ احمد ندیم قاسمی نے اس کے باوجود کہ انہیں اپنی مٹی کی خوشبو عزیز ہے اور اپنی پاکستانیت پر فخر ہے۔ فسادات کے حوالے سے افسانے لکھتے ہوئے چھوٹی چھوٹی جزئیات پیش کرنے میں اپنی جذباتی کیفیت کو پس پشت ڈال کر ایک بالغ النظر منصف کے طور اپنا فرض نبھایا ہے۔

"مگر پھر نہ جانے کیا ہوا کہ اُس نے حلیمہ کو دو ہتڑوں سے پیٹنا شروع کر دیا نجمہ اور اس کی امی آواز سن کر نیچے بھاگیں مگر جب تک وہ حلیمہ کو ہاتھ سے گھسیٹ کر باہر گلی میں لے جا چکی تھی"(16)

احمد ندیم قاسمی نے اپنے افسانوں میں انسانی انتقام اور رقابت کے ان قبائلی روایات کو بھی اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے جو معمولی معمولی جھگڑوں، نام نہاد انا پرستی یا جھوٹی غیرت کے نام پر انسانی زندگیوں کو خاک وخون میں نہلا دینے کا پس منظر رکھتا ہے۔ احمد ندیم قاسمی نے انسانی نفسیات سے کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ پتھر سے پتھر دل انسان میں بھی محبت اور رحم کے جذبات کا حامل ہوتا ہے۔ کہیں نہ کہیں اور کبھی نہ کبھی اس سے مغلوب ہو کر غیر محسوس طریقے سے اس کا اظہار کر دیتا ہے۔ گویا نیکی اور بدی کے جذبات انسانی کردار کا حوالہ ہیں۔

۔۔۔"لاہور کی ٹھنڈی سڑک پر مسلمانوں کی لاشیں بچھا دی گئی ہیں اور ان پر سے سکھوں اور ہندوؤں کی موٹریں اور لاریاں گزر رہی ہیں اور ان پر کودا اور ناچا جا رہا ہے اور لارنس باغ میں ایک بہت بڑی دیگ رکھ دی ہے جس میں تیل کڑ کڑا رہا ہے اور شیر خوار مسلمان بچے تلے جا رہے ہیں"(17)

احمد ندیم قاسمی کے افسانوں میں انسانی نفسیات سے آگہی اور بیان میں فنی گرفت کے تمام عوامل موجود ہیں۔ اس ضمن میں ان کے مشہور افسانے "گنڈاسا" کی مثال دی جا سکتی ہے جس میں ن ایک بہت ہی نازک لیکن جمالیاتی، نفسیاتی حقیقت کی ترجمانی کی گئی ہے۔

"ارے تو تو میرا حلالی بیٹا تھا، تیرا گنڈاسا کیوں نہ اٹھا، تو نے__!" وہ اپنا سر پیٹتے ہوئے اچانک رک گئی اور بہت نرم آواز میں جیسے بہت دور سے بولی "تو تو رو رہا ہے مولے؟"

مولے گنڈاسے والے نے چارپائی پر بیٹھتے ہوئے اپنا ایک بازو آنکھوں پر رگڑا اور لرزتے ہوئے ہونٹوں سے بالکل بچوں کی طرح ہولے سے بولا "تو کیا اب رووں بھی نہیں"(18)

احمد ندیم قاسمی کے ہاں ایک ہی وقت میں ارد گرد کے ماحول پائے جانے والے، محبت، نفرت، صداقت، اُمید اور جستجو کے رنگ ملتے ہیں۔ احمد ندیم قاسمی کے افسانوں کے موضوعات آپنے قاری کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ ان کا موضوعات کے اس تنوع کے باعث فطرت کا شاید ہی کوئی پہلو ہو گا جو ان کی دسترس سے باہر ہو۔ ان کے افسانے امکان کی حد جدت پسندی اور عالمگیریت سے مزین ہیں۔

حوالہ جات

1: انوائرمینٹ۔

http:www.merriam-webster.com

2: ایکولوجی

http://www.collindictionary.com

3: ایکولوجی

http://www.wikipedia.org

4:نسرین احسن فتیحی، ایکو فیمنیزم اور عصری تانیثیتی اردو افسانہ، لاہور: عکس پبلی

کیشنز،2019، ص52۔53

5:محمد اشرف,ڈاکٹر فرزانہ کوکب.

Eco criticism in pakistan,

Culture and Civilization,Journal of Languages،Volume 3, Issue 3, September 2021, Page: 224

6:محمد اسحاق،ڈاکٹر مظہر عباس، اردو میں ماحولیاتی تنقید کے بنیادی مباحث کا تنقیدی جائزہ، مشمولہ حرف و سخن والیم 8۔ نمبر۔1 :2024۔ ص160

7:گلاٹفیلٹی،

Ecocriticism Reader,landmarks in literary ecology,London University of georgia press،1996 ,P،19

8:احمد ندیم قاسمی، کپاس کا پھول، لاہور: سنگ میل پبلشر، 2008ص147

9:احمد ندیم قاسمی، سناٹا، لاہور: اساطیر پبلشر، 1991، ص219

10:ایضا" ص11230: احمد ندیم قاسمی، آسیب، مشمولہ: کپاس کے پھول، لاہور: سنگ میل پبلشر، 2008، ص194

12:احمد ندیم قاسمی، خربوزے، مشمولہ: آنچل، لاہور: اساطیر پبلشر، 1995، ص50، 13: احمد ندیم قاسمی، نیا فرہاد، مشمولہ: سناٹا، لاہور: اساطیر پبلشر، 1991، ص32

14:احمد ندیم قاسمی، آبلے، دھلی: ادارہ فکر جدید، 1987ص، 101

15:احمد ندیم قاسمی، پرمیشر سنگھ مشمولہ: بازار حیات، لاہور: اساطیر، ص،9

16:احمد ندیم قاسمی۔ کپاس کا پھول، اساطیر لاہور۔2002ص48

17:احمد ندیم قاسمی، نیا فرہاد، مشمولہ: سناٹا لاہور: اساطیر پبلشر، 1991ص37

18:احمد ندیم قاسمی، گنڈاسا۔ مشمولہ: سناٹا، لاہور، اساطیر پبلشر 1991، ص،181